سوال

(159) مرضی کی شادی کےلیے دعا مانگنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مجھے اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اورقرآن مجید سے انتہائی محبت ہے ۔ پانچ وقت نماز باقاعدگی سے ادا کرتی ہوں میری دوست کا بھائی حافظ قرآن اورپابند شریعت ہے ۔میں نے اس سے متاثر ہوکررابطہ کیااوردل میں اس کے متعلق محبت محسوس کی، لیکن معاشرتی طورپراپنے والدین کی مرضی کے بغیر ہم اکٹھے نہیں ہوسکتے ۔کیامیں ایسے شخص کو اللہ سے مانگ سکتی ہوں، اگرچہ یہ پوچھنے والی بات نہیں مگرمیں نہیں چاہتی کہ اللہ اس بندے کو میرے لئے شر بنادے ، جیساکہ ارشادباری تعالیٰ ہے : ''انسان برائی کے لئے ایسے ہی دعا کرتا ہے ، جیسے بھلائی کے لئے دراصل انسان بڑاجلد بازواقع ہوا ہے ۔ '' [۱۷/بنی اسرائیل؛۱۱]

آپ چونکہ عالم دین اورعلماکی نمایندگی کرتے ہیں اورمیں آپ کی بیٹیوں جیسی ہوں ،اس لئے میرے اس سوال کونظرانداز نہ کریں شاید آپ کے جواب سے دوسروں کا بھلاہوجائے ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قارئین کرام !مجھے یہ سوال موبائل سے ایک پیغام کی صورت میں موصول ہوا ہے جوتقریباً دوصفحات پر مشتمل تھا اوراردو لکھنے کے لئے انگریزی زبان کواستعمال کیاگیا تھا، میں نے اپنے طورپراسے مختصر کیاہے میں اس پیغام کے حوالہ سے والدین سے گزارش کروں گاکہ وہ اپنی اولاد پرگہری نظر رکھیں ،ان کی بظاہر پارسائی اوردینداری پر اکتفانہ کریں اس پیغام میں بظاہر دینداری کا مظاہرہ کیاگیا ہے ۔ لیکن یہ اس سمندرکی طرح ہے جس کی سطح پرخاموشی ہوتی ہے لیکن اس کی تہ میں طوفان برپاہوتا ہے ، آپ اپنی اولادکی محبت میں اس حدتک گرفتارنہ ہوں کہ آپ کوان کی ہرجائزوناجائزخواہش کوپوراکرنے کے لئے مجبور ہونا پڑے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی ازواج مطہرات کی خواہش کومدنظر رکھتے ہوئے اللہ کی حلال کردہ چیز کوخودپرحرام ٹھہرالیا تھا تو اللہ نے پوری ایک سورت نازل فرماکراس کا نوٹس لیا،اس سورت کوبایں الفاظ شروع فرمایا : ''اے نبی !جس چیز کواللہ نے آپ کے لئے حلال کیا آپ اسے حرام کیوں ٹھہراتے ہیں کیا آپ اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہیں ۔ '' [۶۶/التحریم : ۱]

اس سورت میں مرکزی پیغام حسب ذیل ہے ''اے ایمان والو!اپنے آپ کواوراہل وعیال کواس آگ سے بچاؤجس کاایندھن لوگ اورپتھر ہیں ،اس پر تندخواورسخت گیر فرشتے تعینات ہیں ۔ '' [۶۶/التحریم:۶]

بلاشبہ دورحاضر میں موبائل فون ایک مفید ایجاد ہے ، لیکن یہ اب ضرورت کی حدود تجاوز کرکے فضولیات میں داخل ہوچکا ہے ۔ اس کی ایک زندہ مثال موجودہ ''پیغام '' ہے ، آخراس بیٹی نے موبائل کے ذریعے اپنی دوست کے بھائی سے رابطہ قائم کیا ،جب کسی وجہ سے ناکامی ہوئی تودینداری کا سہارا اوڑھ لیا گیا ہے ، دراصل یہ ہمارا (والدین) کا قصور ہے کہ ہم

نے اس اولاد کی محبت میں گرفتار ہو کر بچے کے ہاتھ میں موبائل دے دیا ہے بلکہ کچھ ''سمجھ دار'' بچے ٹیوشن وغیرہ پڑھا کر اس سلسلہ میں خود لفیل ہو چکے ہیں اس کے متعلق وہ والدین کے بھی محتاج نہیں ہیں۔ بہر حال اگر والدین محسوس نہ کریں تو میں عرض کروں گا کہ موجودہ دور میں موبائل ہماری اولاد کو تباہی کے گڑھے کی طرف دھکیل رہا ہے اگر آپ اس پر کنٹرول کرنے کی پوزیشن میں ہیں تو کر لیں بصورت دیگر اگر پانی سر سے گزر گیا تو کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ آپ اس اختصار شدہ پیغام میں بھی بیٹی کی پراگندہ خیالی اور انتشار فکری ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ اس نے ایک لڑکے کی بظاہر دینداری سے متاثر ہو کر ازخود اس سے رابطہ کیا نا معلوم ''سلام و پیغام'' کا یہ منحوس سلسلہ کتنی دیر تک چلتا رہا۔ پھر معاشرتی طور پر مایوس ہو کر والدین کی رضامندی کا لبادہ اوڑھ کر اللہ سے مانگنے کی فکر دامنگیر ہوئی لیکن پھر اس پر بھی ضمیر مطمئن نہ ہوا کہ جسے اللہ سے مانگا جا رہا ہے وہ ہمارے لئے کہیں ''شر'' ہی نہ بن جائے آیت کا حوالہ دے کر ہماری طرف رجوع کیا گیا ہے کہ ایسے حالات میں ''شرع و شریعت'' کیا فتویٰ صادر کرتی ہے ہمارے نزدیک اس کا حل حسب ذیل ہے:

1۔ سب سے پہلے خالی ذہن ہو کر اللہ سے طلب خیر کیا جائے، یعنی استخارہ کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ سے بایں طور پر سوال کیا جائے کہ اگر دینی اور دنیاوی اعتبار سے میری مطلوبہ چیز تیرے ہاں بہتر اور اچھی ہے تو اسے حاصل کرنا میرے لئے آسان کر دے اور اسے میرے مقدر میں کر دے اور اگر دینی اور دنیاوی لحاظ سے یہ چیز میرے لئے شر کا پہلو رکھتی ہے تو اس سے میرا دل اچاٹ کر دے اور اسے مجھ سے دور کر دے، پھر میرے لئے جو بہتر ہے اس کے حصول کے لئے راستہ ہموار کر دے، اللہ کے حضور نہایت عاجزی و انکساری سے دعا کی جائے کہ مطلوبہ شخص اگر میرے لئے ہر لحاظ سے بہتر ہے تو اس کے وسائل پیدا ہو جائیں۔

2۔ ہماری مشرقی روایت کے مطابق بیٹے اور بیٹیاں ازخود رشتہ طے کرنے کی بجائے ان کے والدین یہ فریضہ ادا کرتے ہیں، اس لئے تمام معاملات والدین کے ذریعے طے کئے جائیں۔ ''پریشان بیٹی'' کو چاہیے کہ وہ اپنے والدین کو اعتماد میں لے اس کے بعد بات چیت کو آگے بڑھایا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''تم گھروں میں ان کے دروازوں سے ہی آیا کرو۔''
[۲/البقرہ: ۱۸۹]

دیواروں کو پھلانگ کر گھر میں داخل ہونا عقل مندی نہیں ہے۔

3۔ اس امر پر غور کر لینا مناسب ہے اگر مطلوبہ متدین شخص شادی شدہ ہے تو اسے ایسی حالت میں قبول کرنا ہو گا کہ پہلی بیوی کو طلاق دلوا کر خود وہاں آباد ہونے کی خواہش غیر اسلامی اور ناجائز ہے حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔ [صحیح بخاری، النکاح: ۵۱۵۲]

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:192